سورہ روم — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O — ایت نمبر(۳۱-۳۲)

وَلَا تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ O مِنَ الَّذِيۡنَ فَرَّقُوۡا دِيۡنَهُمۡ وَكَانُوۡا شِيَعًا كُلُّ حِزۡبٍۢ بِمَا لَدَيۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ O

ترجمہ: اورنہ ہوجاناتم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جوان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعة المبارك

[21شوال 1431ھ بمطابق یکم نومبر 2010]

عنوان

قرآن اور خود احتسابی کا عمل

زیر اہتمام: شعبہ دینی امور جوهری ٹرسٹ (جامع مسجد محمدی نئی آبادی اثاری سروبہ لاہور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمدللہ ہمارا کسی فرقہ کسی مسلک کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت لسانیت فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کیلئے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہذا ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے نور قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری اپنی کوتاہی ہے اس ادنی سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کیلئے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کیلئے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

زیر نگرانی: محترم جاوید اختر جوهری صاحب

جوهری ٹرسٹ جامع مسجد محمدی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اَوْفُوْ عَھْدَہٗ

اَمَّا بَعْدُ۔

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَاوَفِی الْاٰخِرَۃِ ط لَاتَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ ط(10/64)

صَدَقَ اللّٰہُ وَصَدَقَ رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ ○

اس موضوع کا انتخاب اس لئے کیا گیا ہے کہ ہمارے علم میں ہونا چاہیئے کہ ہم جو کام کرتے ہیں نیکی یا بدی کی شکل میں کیا ہم نے ان اعمال کا محاسبہ کیا ہے؟ حالانکہ محاسبہ سے اعمال درست ہو جاتے ہیں گناہ چھوٹ جاتے ہیں۔

قرآن اعمال کے متعلق کیا کہتا ہے؟

ہم اپنے دل سے ان سوالات کا جواب کچھ ہی کیوں نہ دیں لیں، لیکن قرآن شریف کی تو یہ تعلیم نہیں۔ خدا کا تو یہ حکم نہیں۔ اس کی تعلیم تو یہ ہے کہ وَسَخَّرَ لَکُمْ مَّافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًامِّنْہُ ط(45/13)

زمین وآسمان میں جو کچھ ہے اسے خدا نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے کہ تم اس سے کام لو۔ وہ سچے اور پکے مومنوں کی نشانی یہ بتاتا ہے کہ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ○(8/4)

ان کیلئے حفاظت کا سامان اور عزت کی روزی ہے۔ وہ خدا کے دوستوں کے متعلق کہتا ہے کہ

لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَاوَفِی الْاٰخِرَۃِ ط لَاتَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ ط(10/64)

ان کے لئے اس دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت کی زندگی میں بھی۔ یہ خدا کا قانون ہے جو کبھی بدل نہیں سکتا۔ وہ مومنوں کو دعا ہی یہ سکھاتا ہے کہ رَبَّنَآ اٰتِنَافِی الدُّنْیَاحَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً (2/201)

اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس دنیا میں بھی خوشگوار زندگی عطا کر دے اور آخرت میں بھی خوشگوار زندگی۔ وہ واضح الفاظ میں کہتا ہے کہ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْافِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَۃٌ ط(39/10)

جو لوگ نیک عمل کرتے ہیں ان کی اس دنیا کی زندگی بہت خوشحال ہو جاتی ہے، وہ ایماندار اور اعمال صالحہ کا لازمی نتیجہ اس دنیا میں حکومت اور سلطنت قرار دیتا ہے وہ کہتا ہے

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْامِنْکُمْ وَعَمِلُواالصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَااسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ (24/55)

خدا نے وعدہ کر رکھا ہے کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائیں گے اور اعمالِ صالح کریں گے وہ انہیں اس دنیا میں حکومت عطا کرے گا جس طرح اس نے ان سے پہلی قوموں کو حکومت عطا کی تھی۔ وہ اس میں جنتی زندگی کی علامت یہ بتاتا ہے کہ

اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْهَا وَلَا تَعْرٰی ○ وَاَنَّکَ لَا تَظْمَؤُا فِیْهَا وَلَا تَضْحٰی ○ (20/118-119)

اس میں نہ انسان بھوکا رہے گا نہ ننگا، نہ اسے پیاس کا خوف ہو گا نہ مکان کی تنگی۔

اس کے برعکس، وہ واضح الفاظ میں کہتا ہے کہ

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ○ (20/124) جو میرے احکام سے روگردانی کرے گا ہم اس کی روزی تنگ کر دیں گے اور وہ قیامت کے دن بھی اندھا اٹھایا جائے گا۔

معزز سامعین!

یہ سورہ طٰہٰ کی ایک سو چوبیسویں آیت ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ جو لوگ خدا کے احکام سے روگردانی کریں گے ان کی روزی تنگ ہو جائے گی اور وہ قیامت میں بھی اندھے ہی اٹھیں گے۔ آپ ذرا غور کریں، کہ دنیا میں روزی کا تنگ ہو جانا کس قدر خدا کا عذاب ہے کہ جس سے انسان کی عاقبت بھی خراب ہو جاتی ہے۔ دوسری جگہ فرمایا ہے کہ جو قوم کفرانِ نعمت کرتی ہے فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ (16/112) اللہ اسے بھوک اور خوف کا مزا چکھاتا ہے اور جس پر خدا کا عذاب آتا ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ لَهٗ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ (22/9) وہ اس دنیا میں ذلیل وخوار ہو جاتا ہے، اس کے لئے عَذَابًا اَلِیْمًا فِی الدُّنْیَا (9/74) ہوتا ہے یعنی اس دنیا میں دردناک عذاب۔ اس نے بتایا ہے کہ جب بنی اسرائیل نے خدا کے احکام سے منہ موڑا تو۔ ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْکَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ (2/61) اس پر ذلت وخواری کا عذاب آ گیا اور وہ خدا کے غضب کے مستحق ہو گئے۔

ان آیات سے بات واضح ہو گئی کہ اس دنیا میں ذلت اور رسوائی کی زندگی خدا کا عذاب ہے۔ غریبی اور محتاجی، مفلسی اور ناداری، روزی کی تنگی، لباس اور مکان کی محتاجی، ان لوگوں کے حصے میں آتی ہے جن پر خدا کا غضب ہو۔ اس کے برعکس، خدا کے محبوب بندوں کو رزق کی فراوانی حاصل ہوتی ہے۔ انہیں ہر طرح کی خوشحالی میسر ہوتی ہے، عزت کی روٹی ملتی ہے۔ حکومت اور سلطنت حاصل ہوتی ہے۔ زمین اور آسمان کی قوتیں ان کے حکم کے نیچے ہوتی ہیں۔ وہ دنیا کی قوموں میں بڑی باعزت زندگی بسر کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ خداوند تعالیٰ نے کھلم کھلے الفاظ میں بتا دیا ہے کہ

وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا ○ (4/141)

یہ ہو نہیں سکتا کہ غیر مسلم کبھی مسلمانوں پر غالب آ جائیں۔ ان کیلئے خدا کا فیصلہ ہے کہ

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ (3/138) اگر تم مومن ہو تو پھر تم سب غالب رہو گے۔

قرآن ہی کے قانون کے مطابق تباہی:

خدا کہتا ہے کہ اسی قرآن سے بہت سے لوگوں کے حصہ میں گمراہی آئے گی۔ وہی پانی جو زندگی کی اساس ہے، انسان کی موت کا

باعث بھی بن جاتا ہے۔ یہ کون ہیں جن کے حصہ میں اس قرآن سے بربادی اور تباہی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ وہ کہتا ہے کہ وَمَایُضِلُّ بِهٖ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ O (2/26) گمراہی فاسقین کے حصے میں آئے گی۔ اب سوال یہ پیدا ہوا کہ فاسقین کون ہیں؟ وہ کہتا ہے کہ اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وہ لوگ جنہوں نے قانونِ خداوندی کے مطابق نظامِ حیات قائم کرنے کا عہد کیا، لیکن اس کے بعد اس عہد کو توڑ دیا۔ اس کی مزید وضاحت ان لفاظ میں فرمادی کہ

وَیَقْطَعُوْنَ مَآاَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ یُّوْ صَلَ (2/27) ہاں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس چیز کو الگ الگ کر دیا جسے ملا کر رکھنے کا حکم خدا نے دیا تھا۔ خدا کے قانون نے یہ بتایا تھا کہ حیات ایک غیر منقطع وحدت ہے، طول میں بھی اور عرض میں بھی۔ طول میں دنیا اور آخرت، حال اور مستقبل میں کوئی حد فاصل نہیں۔ یہاں سے وہاں تک ایک مسلسل جوئے رواں چلی جاتی ہے۔ اس لئے دنیا اور آخرت کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے ان کے لئے الگ الگ ضوابطِ زندگی تجویز کرنا فسق ہے، شرک ہے۔ اسی طرح عرض کی طرف وحدتِ انسانیت کے بجائے انسانوں کو افراد، شعوب، قبائل، اقوام میں تقسیم کر کے حد بندیاں قائم کر دینا بھی اس وحدت کا قطع کر دینا ہے اور یہ فسق ہے۔ اس فسق و شرک کا عملی نتیجہ یہ ہوگا کہ زندگی میں ناہمواریاں پیدا ہو جائیں گی

(وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ) اور ایسی قوم کا انجام یہ ہوگا کہ وہ سخت ناکام و نامراد رہے گی

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ O (2/26-27)

آپ نے غور کیا کہ قرآن نے ان مختصر سی آیات میں کیسے اہم اساسی قانون زندگی کی طرف اشارہ کیا ہے وہ کہتا ہے کہ دین کا نظام، حیات کی وحدت کو عملاً قائم رکھنے کیلئے آیا تھا۔ یہ وہ نظام تھا جس کا نتیجہ اصلاح فی الارض (انسان کی تمدنی زندگی میں ہمواریاں) اور حسنِ مآب، مستقبل کی خوشگواریاں تھا۔ یہ صحیح راستہ (ہدایت) تھا۔ اس کے بعد، قرآن کی حامل قوم نے اس وحدت کے ٹکڑے کر دیئے۔ اس کا نتیجہ فَسَادَ فِی الْاَرْضِ (حال کی تباہی) اور خسران فی الارض (مستقبل کی بربادی) تھا۔ اس کا نام قرآن کی اصلاح میں ضلالت ہے۔ قرآن وہی تھا، لیکن جب اس قرآن کو لوگوں نے اپنی مرضی کے تابع رکھ کر اسے اپنے خیالات کے مطابق استعمال کرنا شروع کر دیا، تو وہ سرچشمۂ ہدایت ہونے کی بجائے ان لوگوں کیلئے گمراہی کا موجب بن گیا، یعنی یہ لوگ بجائے اس کے کہ قرآن کو اپنا راہنما سمجھتے، اسے اپنے مقاصد کو بروئے کار لانے کا ذریعہ بنا بیٹھے۔ اس کا نتیجہ گمراہی کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا۔ دین میں قرآن ضابطۂ حیات تھا۔ ''مذہب'' میں پہنچ کر قرآن مردوں کو ثواب پہنچانے کا ذریعہ بن گیا۔ ہزار برس سے یہ قوم، بظاہر قرآن کو سینے سے لگائے پھر رہی ہے، لیکن اس قرآن سے انہیں، سوائے ضلالت اور خسران کے، اور کچھ نصیب نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ کائنات کا قانون یہ ہے کہ ہر شے اپنے اصلی مقام پر ہی اپنے مضمر فوائد سے متمتع کر سکتی ہے۔ اسے اس کے صحیح مقام سے ہٹا دیجئے، وہی شے ضرر انگیز ہو جائے گی۔ پانی کو کشتی کے نیچے رکھئے، وہی پانی کشتی کی روانی کا ذریعہ ہوگا۔ اسے کشتی کے اوپر لے آیئے، وہی پانی سیلاب بن کر کشتی کو لے ڈوبے گا۔ کسی شے کو اس کے صحیح مقام سے ہٹا دینا قرآن کی اصلاح میں ظلم کہلاتا ہے۔ اس لئے قرآن نے بتا دیا کہ ظالمین کیلئے قرآن میں ناکامی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اور ہم نے قرآن میں جو کچھ نازل کیا ہے، وہ ایمان والوں کیلئے شفاء اور رحمت ہے۔ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا (17/72) لیکن جو اسے اس کے صحیح مقام سے ہٹا دیں گے، ان کیلئے اس میں خسارہ کے سوا کچھ نہیں۔ مسلمان کے کاروبارِ زندگی میں جو چیز گھاٹے کا موجب بن رہی ہے وہ قرآن ہے جسے اس کے صحیح مقام سے ہٹا دیا گیا ہے۔ قرآن جب اپنے حقیقی مقام پر تھا تو دین کہلاتا تھا اور جب اس مقام سے ہٹ گیا تو اس کا نام مذہب ہو گیا۔ قرآن وہی ہے اس کا مقام بدل گیا ہے۔

اسی قرآن میں ہے اب ترکِ جہاں کی تعلیم
جس نے مومن کو بنایا مہ و پرویں کا امیر
تن بہ تقدیر ہے آج ان کے عمل کا انداز
تھی نہاں جن کے ارادوں میں خدا کی تقدیر
تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

اس حقیقت کو ایک مرتبہ پھر سمجھ لیجئے کہ اس آیت کا (جس سے یہ بات شروع کی گئی ہے) یہ مطلب نہیں کہ دنیا میں لوگوں کو ہدایت بھی قرآن ہی سے ملتی ہے اور گمراہی بھی قرآن ہی سے۔ قرآن تو سرتاسر ہدایت ہے، نور ہے۔ اس سے ہدایت ہی مل سکتی ہے، گمراہی نہیں۔ اس نے کہا یہ ہے کہ جب قرآن کو دین کا ضابطہ سمجھا جائے اور اس کے تابع زندگی بسر کی جائے، تو اس سے انسان کو ہدایت ملتی ہے۔ لیکن جب اسے محض "مذہب" کی کتاب سمجھ لیا جائے جس کا مقصد مردوں کو ثواب پہنچانا ہو، تو اس طرح قرآن کو اس کے مقام سے ہٹا دینے والی قوم کے حصے میں گمراہی کے سوا کچھ نہیں آ سکتا۔ جو کچھ قرآن میں بیان ہوا ہے اسے اس کے صحیح مقام پر رکھ کر سمجھئے، اس کا نتیجہ ہدایت ہوگا۔ لیکن اگر اسے اس مقام سے ہٹا کر اپنے معتقدات اور نظریات کے تابع رکھ دیا جائے تو اس کا نتیجہ گمراہی ہوگا۔ مسلمان کے ساتھ یہی ہو رہا ہے۔ اس نے قرآن کو اس کے صحیح مقام پر نہیں رکھا اور اس کا نتیجہ بھگت رہا ہے۔

خود احتسابی کا عمل انسانی زندگی کیلئے ازحد ضروری ہے:

خود احتسابی کس کو کہتے ہیں؟

خود احتسابی سے مراد اپنے اچھے یا برے اعمال کا جائزہ لینا ہے۔

ہمارے برے اعمال:

انسان کا ناحق خون بہانا، عبادت گاہوں پر خودکش حملے یہ سب اسی سلسلہ کی کڑی ہے زنا کا عام ہونا بے حیائی اور فحاشی کا عام ہونا۔

خواتین کا احترام ختم ہو چکا ہے، رشتوں کا تقدس مٹ چکا ہے، حقوق اللہ بھی پامال ہو رہے ہیں اور حقوق العباد بھی ختم ہو چکے ہیں۔ دھوکہ فراڈ معاشرہ کا جزو لازم ہے۔ بد خیانتی، بدعہدی ہماری پہچان ہے۔ کام چوری معمول ہے، والدین کی نافرمانی، بڑوں کا بے ادب، چھوٹوں پر شفقت نہ کرنا، بیویوں کے حقوق کی حق کی تلفی، یہ سب کچھ عام ہے۔ اللہ کی نافرمانی اتنی بڑھ چکی ہے کہ سوچا نہیں جا سکتا۔ اللہ نے اس نافرمانی پر زلزلہ اور سیلاب کا عذاب نازل کر کے ہمیں وارننگ دی ہے تاکہ ہم درست سمت کی طرف چلیں مگر سمجھ سے بالاتر ہے کہ جتنا اللہ ہمیں جھنجھوڑتے ہیں اتنی ہی اللہ کی نافرمانی بڑھتی جا رہی ہے۔ جھوٹ، غیبت، کینہ، عداوت، نفرت، قومی تعصب، فرقہ واریت، لسانی جھگڑے ہمارا روز کا کام ہے گندگی سے نفرت نہیں اور صفائی سے محبت نہیں۔ اور ہماری فکر قرآن کے مطابق نہیں۔

یہ تو وہ گناہ ہیں جو ہم سے سرزد ہو رہے ہیں ہمیں ان کا محاسبہ کرنا ہے۔

محاسبہ کرنے کا طریقہ:

شام کو سونے سے پہلے اپنے بستر پر دس منٹ کیلئے سوچیں آج میں نے کونسے اچھے کام کئے ہیں اور کونسے برے کام کئے ہیں برے کام چھوڑ دینے چاہئیں اور اچھے کام جاری رکھے جائیں اس سے معاشرہ بہتر ہوگا انسان کی ذات میں نکھار آئے گا آخرت اچھی ہوگی۔ اللہ ہمیں مکمل عمل کی توفیق عطا فرما۔ امین

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسدان بھی مسلمان تھے دنیا میں ہر نئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جا رہی ہے آیئے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تاکہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گم شدہ علمی میراث واپس مل جائے اور عظمتِ رفتہ بحال ہو جائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہؓ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

اب آپ خطبہ جمعۃ المبارك انٹرنیٹ پر بھی دیکھ سکتے ہیں:

www.Johritrust.org